مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۸ء

قسط (۲۰)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی تجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں............ (مرتب)

چند منتخب پسندیدہ اشعار:

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

ملے گا منزل مقصود کا اسی کو سراغ
اندھیری آنکھ میں چیتے کی آنکھ جس کا چراغ

اسکی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

ایک بھی پتی اگر کم ہو تو وہ گل ہی نہیں
جو خزاں نادیدہ ہو بلبل وہ بلبل ہی نہیں

تیغوں کے سایہ میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا

اے مسلماں اپنے دل سے پوچھ مُلّا سے نہ پوچھ
ہوگیا ان کے بندوں سے کیوں خالی حرم

دنیا کے محفلوں سے اکتا گیا ہوں یا رب
کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو

آزاد کی رگ سخت ہے مانند رگ سنگ
محکوم کی رگ نرم ہے مانند رگ تاک

موت ہے ہنگامہ آراقلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

سنی نہ مصروفلسطین میں وہ اذان میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشہ سیماب

اگر کھو گیا ایک نشیمن تو کیا غم
مقامات آہ و فغاں اور بھی ہیں

کہ بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ

خودی میں گم ہو خدائی یاد کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاح کار کی راہ

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جسکا ہے بے داغ ضرب سے عاری

تیرے امام بے حضورتیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

''جمعیۃ کے دوروزہ مردان کانفرنس میں اہم شخصیات سے ملاقاتیں اوراستفادہ''

۲۱ جون: جمعیۃ العلماء اسلام مردان کے دو روزہ کانفرنس میں بمقام کمپنی باغ شرکت کی اجلاس دو دن جاری رہا اس موقع پر جن اہم شخصیات سے ملاقاتیں ہوئی یا شرف ہم کلامی اور خطبات وغیرہ سننے کا موقع ملایا استفادہ حاصل ہوا' ان میں مولانا نصیر الدین غورغشتوی مدظلہ، مولانا شمس الحق افغانی، علامہ خالد محمود، مفتی محمد شفیع سرگودھوی، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبداللطیف جہلمی، مولانا مفتی محمود ملتان' شیخ حسام الدین لاہور، مولانا عبدالحنان ہزاروی وغیرہ شامل ہیں۔

☆ نئے مکان کے اراضی اور دارالعلوم کے نقشہ کی تیاری کیلئے مستری نے معائنہ کیا سروے کرنے کے بعد اب وہ نقشہ تیار کر کے پیش کریں گے۔

☆ عیدالاضحیٰ کیلئے دارالعلوم حقانیہ کے تعطیلات شروع ہوئے

دستور پاکستان پر بحث وتمحیص کرنے والی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت:

اتوار ۲۲ جون: احقر کو جمعیۃ العلماء اسلام کے دستور پاکستان پر تبصرہ کرنے والی کمیٹی کے اجلاسوں میں پیر مبارک شاہ کے مکان پر شرکت کرنے کا موقع ملا یہ بحث و مذاکرہ' معلومات' تحقیق اور تنقید کے لحاظ سے بہت مفید

رہا کمیٹی مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مفتی محمود اور شیخ حسام الدین پر مشتمل ہے۔ مولانا افغانی کے علمی نکات، مفتی صاحب کے وسیع معلومات اور نکتہ سنجیاں شیخ حسام الدین کے عصری و کیلانہ مباحث نے مجلس کو علم و تحقیق اور معلومات آفرین محفل بنا دیا رات بھی ان ہی حضرات کے ساتھ رہا پیر کو ۹ بجے تک وہیں رہا مولوی شیر علی شاہ بھی ساتھ تھے رات کو علامہ خالد محمود کی تقریر بھی سنی۔

مولانا سعد الدین اور مولانا مسرت شاہ کا کاخیل کے ہاں قیام:

۱۰ جون: دوپہر کو مولانا سعد الدین صاحب کے مکان پر قیام رہا رات کو مولانا میاں مسرت شاہ صاحب کے گاؤں حکمت آباد گئے ۹ بجے عشاء کو پہنچے معطر اور نیم کے جھونکوں سے لبریز فضا میں رات گزاری صبح ۹ بجے واپسی ہوئی۔

۲۴ جون: افسوس کہ برادرم مولانا قاضی فضل دیان اور مولانا عبدالباری کے شدید اصرار کے باوجود انکے ہاں عمرزئی کے سالانہ پروگرام میں شرکت نہ کر سکا رات کو مردان سے واپسی بذریعہ بس مولانا شیر علی شاہ کی معیت میں ہوئی۔

دیوبند عدم رسائی پر تاسف اور خیالی جذبات:

۲۸ جون: ع وکم حسرات فی صدور المقابر

ھر چه از دوست می رسد نیکو است۔ فو اسفاعلی حرمانی وبعدی وعدم نجاحی فی المرام کل ما یشاء ربی فھو المرضیٰ علیه عید الغربة بمر کزالا سلام دارالعلوم دیوبند عید فی جو ار شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ ھنیاً لنا بھذا العید فی مرکزالا سلام۔ اللھم ارزقنا الایمان ونشر الا سلام بحرمتسید الا نام ﷺ .... (تفاولاً کتبت یوم الاضحیٰ)

باچا خان کے اجلاس میں شرکت:

۳ جون: نوشہرہ میں بادشاہ خان کے اجلاس میں شرکت کی۔ جس میں انہوں نے عجیب قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ رات کو اشفاق کے ہمراہ افضل مسافر خانہ میں قیام ہوا۔

اراضی جہانگیرہ کا پٹوار نمبر:

۳ جولائی: اراضی جہانگیرہ موروثی بنام والدہ ماجدہ کی نہری پانی میں وار بندی لینے کیلئے خسرہ نمبر وغیرہ لینے جہانگیرہ گیا۔ خسرہ نمبر 239 موگہ 8800 وٹ کنڈ برانچ جہانگیرہ ہے۔

گرمی کی شدت جہنم کا نمونہ:

۴ جولائی: آج گرمی کی سخت شدت رہی۔ فان شدة الحر من فیح جھنم کا حقیقی مصداق رہا۔ اللھم انزل علینا غیثا مغیثا غیر ضار وھوالذی ینزل الغیث من بعد ماقنطوا وینشر رحمته وھو الولی الحمید

شیخ الحدیث کے خالہ زاد کی شادی:

اتوار 6 جولائی: برادرم عبدالرحمٰن ولد مولوی سید الرحمٰن لونڈ خوڑ کی شادی میں شرکت کے لئے والد ماجد' والدہ صاحبہ ودیگر اعزہ واقارب گئے۔

مولانا منظور نعمانی کا مودودیت شکن مضمون:

☆ مجلات ''الفرقان'' بابت ذی الحجہ و ''تجلی'' بابت شوال مطالعہ کئے مولانا منظور نعمانی کا مضمون ردّ مودودیت۔ رسائل میں خوب زیر بحث ہے۔

چراغ راہ کا اسلامی قانون نمبر:

☆ چراغ راہ کا اسلامی قانون نمبر مفتی یوسف صاحب سے ملا یہ اسلامی قانون کے جملہ مباحث اور ماخذ کا عمدہ دائرۃ المعارف ہے یقیناً ایک ٹھوس علمی تحقیقی معلومات آفرین چیز ہے۔

☆ کاروان خیال مکتوبات آزاد و شیروانی کا مطالعہ بہزار سوز وتڑپ تکمیل پذیر ہوا۔

☆ عبدالقادر عودہ صاحب کا مضمون بعنوان اسلامی قانون کے فلسفیانہ بنیادیں رات کو سونے سے قبل مطالعہ کیا۔

مکتوبات کا ارسال:

☆ محمد امین جہانگیرہ کا خط موصول ہوا جوابی خط اے ایم سی سنٹر ایبٹ آباد پلاٹون نمبر 3 نرسنگ کمپنی رجمنٹل نمبر 6791992 کے پتہ پر بھیج دیا۔

☆ منشی محمد علی خانپور کو بھی خط بھیجا۔

☆ مدیر الفرقان لکھنو کو 6 روپے بابت چندہ خریداری قاری محمد سعید صاحب اور مکتوب ارسال کیا۔

۷ جولائی: بسنت کے حوالہ سے ایک مضمون عاریۃ کوہستانی طالبعلم نے مطالعہ کیلئے دیا

عراق میں فوجی انقلاب:

۱۴ جولائی: عراق میں خون ریز فوجی انقلاب شاہ فیصل' نوری السعید' امیر عبداللہ' ڈاکٹر فاضل جمالی وغیرہ قتل کئے گئے۔ عرب قومیت اور ناصر کا لگایا ہوا آتش فشاں پھٹ رہا ہے استعماریت اور سامراج کے کتے' بادشاہت کے خونخوار دیو ابدی نیند سلائے جارہے ہیں شریف حسین غدار کا یہ خاندان زوال کی اتاہ گہرائیوں میں ڈوب رہا ہے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا فوجی انقلاب بظاہر کامیاب نظر آرہا ہے۔

لبنان واردن میں امریکی وبرطانوی افواج کا داخلہ:

انقرہ میں معاہدہ بغداد کانفرنس رسمی طور پر ہوئی۔ مرزا بایار:۔ رضا شاہ وغیرہ نے شرکت کی' شاہ فیصل شریک نہ ہو

سکے۔اس کانفرنس میں لبنان واردن میں امریکی افواج کے نزول (داخلہ) کی حمایت کی گئی اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سامراج برطانوی وامریکی نے لبنان و اردن میں انسانی شکل میں درندے اور بھیڑیے امن کے لبادے میں اتار دیئے فلعنة الله عليهم اجمعين وخذ لهم الله تعالىٰ

درس طحاوی شریف صاحب آغاز:

۱۶ جولائی: مفتی محمد یوسف صاحب کے زیر درس طحاوی شریف کا آغاز ہوا

سال نو ہجری قمری کا آغاز:

۱۹ جولائی: اے اللہ تعالیٰ اس سال نو ہجری کو ہمارے لئے دینی و دنیوی سرور واطمینان کا موجب بنادے اور ہمیں اس میں علمی اور دینی ترقی نصیب فرما۔امین۔

☆ متحدہ عرب جمہوریہ اور عراق کے انقلابی حکومت کے درمیان فوجی و دفاعی معاہدہ طے ہوا۔صدر ناصر نے کہا ہے کہ میں عراق کیلئے لڑوں گا۔

☆ روس نے تمام فوجوں کی جنگی مشقیں تیز کر دیں۔جنگ چھڑنے کا امکان ہے

علامہ سفارینی کے چند اشعار:

حسن الحسن بالتقوى والا فيذ هب ... فنور التقىٰ يكسو اجمالا ويكسب

وما ينفع الوجه الجميل جماله ... وليس له فعل جميل مهذب

فيا حسن الوجه اتق الله ان ترد ... دوام جمال ليس يفنى و يذ هب

نقل من غذاء الالباب للسفاريني ابتغا هناك من تحفة الودود باحكام المولود

تحفہ اثنا عشریہ کا مطالعہ:

21 جولائی: طالعت الكتاب المنيف للامام شاه عبدالعزيز "تحفه اثناء عشرية" الى صفحه ۱۲ والكتاب بموضوع ردالتشيع والرفض و فى هذا لباب جهد عظيم وفى ردّهم دائرة المعارف جزىٰ الله المصنف جزيل الجزاء

ہند سے تاریخ دعوت وعزیمت اور ترجمان السنۃ کی وصولی اور تعارف:

لکھنو سے مولانا ابو الحسن علی ندوی کی تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول و دوئم اور ترجمان السنۃ سوئم موصول ہوئے۔تاریخ دعوت وعزیمت کا حصہ اول سیدنا عمر بن عبدالعزیز سے مولانا رومؒ اور جلد ثانی امام ابن تیمیہؒ کے بصیرت افروز حالات اور مجاہدانہ ومصلحانہ کارناموں پر مشتمل ہے ان شاء اللہ بالاستیعاب مطالعہ کروں گا۔

عربی رسالہ القافلہ کا مطالعہ: ۳ اگست: طالعت مجلة الشهريه العربية "القافله" لعلها تصدر من جدة

المملكة العربية السعودية فيها مقالات انيقة سهلة۔

۵ اگست: برادر عزیز از ہر شاہ قیصر کا مکتوب بھی موصول ہوا جسمیں انہوں نے ہندوستانی ڈاک کے نظام کی خرابی کا شکوہ کیا ہے اسی وجہ سے ہمیں رسالہ بھی نہیں مل رہا ہے۔

والد ماجد کے مساعی سے موضع جلبئی میں طویل دشمنیوں اور رسم ورواج کا خاتمہ:

۷ اگست: والد ماجد درس بخاری شریف کے بعد موضع جلبئی ضلع صوابی تشریف لے گئے یہ وہ گاؤں ہے جہاں سال گزشتہ انہوں نے لوگوں کے درمیان مدت مدید کی جاہلیت پر مبنی دشمنیوں اور خصومات کی صلح فرمائی تھی اور بہت ساری بدعات کا بھی جو لوگوں میں عرصہ دراز سے رائج تھے قلع قمع فرمایا اس گاؤں میں شریعت وسنت کے موافق بغیر رسم و رواج کے سادگی سے شادیوں کا انعقاد بھی والد ماجد کی کوششوں سے ہوا۔ دین میں تنگی اور سختی نہیں ہے لیکن لوگوں نے خود سے ایسے مخترعات چن لئے جن سے وہ حرج میں پڑ جاتے ہیں۔ وہاں سے والد ماجد نماز عصر کے بعد لوٹے۔

ملک میں مارشل لاء کا نفاذ:

۷ اکتوبر: انقلاب احوال کا دور دورہ ہے ملک میں مارشل لاء کا نفاذ ہوا۔ وتلك الايام نداولها بين الناس

سفر ملتان اور اکابر علماء کو سالانہ جلسہ ختم بخاری و دستار بندی کی دعوت دینا:

۱۰ اکتوبر: بندہ عمائدین کرام اور علماء عظام کو دعوت دینے کے سلسلے میں ملتان روانہ ہوا اسٹیشن پر برادرم مولانا شیر علی شاہ بھی موجود تھے۔

۱۱ اکتوبر: ۱۱ بجے ملتان پہنچے مولانا مفتی محمود کے ہاں قیام کیا علامہ خالد محمود بھی وہی ملے نزلہ وزکام کی وجہ سے مجھے اشد تکلیف رہی قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند بوجہ التواء جلسہ قاسم العلوم تشریف نہ لاسکے۔

۱۲ اکتوبر: صبح علامہ خالد محمود کی معیت میں خیرالمدارس گیا جہاں مولانا خیر محمد صاحب سے ملاقات ہوگئی ان سے قاری محمد طیب صاحب کے بارہ میں معلومات لیں پھر کوئٹہ مولانا عرض محمد صاحب کو قاری طیب صاحب کے متعلق تار دیا۔ صبح سویرے امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ سے انکے گھر پر ملاقات ہوئی۔ انہوں نے معذرت فرمائی۔ رقعہ بھی والد صاحب کے نام لکھ کر دیا اور دعائیں دیں۔ دوپہر کو مولانا محمد علی جالندھری سے ملاقات ہوئی' انہوں نے دعوت منظور فرمائی۔ دفتر تحفظ ختم نبوت میں مولانا لعل حسین اختر اور حکیم صاحب کوئٹہ سے ملا۔ شام کو ملتان کے معروف قلعے کی سیر کی۔ آج بھی مفتی صاحب کے ہاں قیام رہا' برادرم مولوی موسیٰ (روحانی بازی) نے از حد محبت واخلاص کا مظاہرہ کیا علامہ خالد محمود بھی وہی تھے۔ (ملتان کے اس سفر کے تفصیلی احوال مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنے والد مولانا عبدالحقؒ کے نام مکتوب لکھ کر بھیجے وہ بھی نذر قارئین ہیں۔ مرتب)

ملتان کا سفر ٥ جلسۂ حقانیہ میں اکابر علماء قاری محمد طیب امیر شریعت بخاری مفتی محمود مولانا محمد علی جالندھری وغیرہ کو شرکت کی دعوت:

مخدومی المحترم دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مختصراً گذارش ہے آپ سے رخصت ہو کر ۴ بجے میں ملتان پہنچا۔ معلوم ہوا کہ کافی دھوڑ دھوپ کے باوجود یہاں اجتماع قاسم العلوم ممنوع ہونے کے وجہ سے ملتوی کر دیا گیا ہے اور اس بناء پر تمام متعلقہ حضرات کو بذریعہ تار نہ آنے کی اطلاع دی ہے۔ بہرحال حضرت قاری طیب صاحب بھی تشریف نہیں لائے تھے۔ مفتی محمود صاحب سے ملا معلوم ہوا کہ حضرت قاری صاحب آج اتوار کو کوئٹہ پہنچ رہے ہیں اور صبح اُن کے بچے یہاں مولانا خیر محمد صاحب کے پاس آ جائیں گے۔ رات کو کوئٹہ سے مولانا عرض محمد صاحب کے طرف سے قاری صاحب کے نام نہ آنے کا تار آیا، آج صبح ہی میں نے مولانا خیر محمد صاحب کے ہاں جا کر معلوم کیا تو پتہ لگا قاری صاحب کے بال بچے صبح ہی یہاں سے ڈیرہ غازی خان گئے ہیں اور حضرت قاری صاحب معہ اہلیہ کوئٹہ روانہ ہوئے ہیں آج بروز اتوار کسی وقت کوئٹہ پہنچیں گے اور ۱۶ر اکتوبر تک ملتان تشریف لا کر ۱۷۔۱۸ر اکتوبر کو لاہور پھر ڈیرہ غازی خان جائیں گے۔ بہرحال ۲۔۳ دن میں یہاں وہ تشریف لائیں گے میں نے قاری صاحب کے نام کا خط مولانا خیر محمد صاحب کو دے دیا کہ اُنکے پہنچتے ہی اُن کو دے دیں اور یہاں سے ابھی ایک ایکسپریس تار مولانا عرض محمد صاحب کے ذریعہ قاری صاحب کے نام کوئٹہ ارسال کر دیا کہ ''اکوڑہ حضرت قاری صاحب بہر حالت ۲۰ اکتوبر پہنچ جائیں اور وہاں اجتماع ہوگا'' مفتی محمود صاحب بھی قاری صاحب کے پہنچتے ہی اُن کو پوری طرح تفصیلاً مطلع کر دیں گے پھر انشاء اللہ قاری صاحب یہاں اپنے پروگرام اور پہنچنے کے وقت کی اطلاع دے دینگے۔ انشاء اللہ اگر خدانخواستہ اجتماع نہ بھی ہوا لیکن قاری صاحب تشریف لے آئیں گے۔

۲۔ خوش قسمتی سے میرے آتے ہی خالد محمود صاحب بھی یہاں آئے، وہ تو عدم معروفیت اور کالج کے چھٹی نہ ہونے کی بڑی پس و پیش کر رہے ہیں لیکن میں نے اصرار سے اُنکو قدرے راضی کر لیا ہے، اجتماع سے ایک دن قبل اُن کو واپسی تار دینا ہوگا تا کہ وہ اگر ہو سکے تو کالج سے رخصت لیکر ۲۲ کو اکوڑہ آ سکیں۔

۳۔ امیر شریعت شاہ جی تو اکثر فرض بھی بیٹھ کر پڑھتے ہیں، اس لئے معذرت کی ہے۔ مولانا محمد علی صاحب انشاء اللہ ۲۱ کو صبح کسی وقت پہنچیں گے میں نے ۳۰ روپے انکو دے دئے، مولانا درخواستی کو اُن کا خط اور مفتی نعیم صاحب کو بھی بذریعہ ڈاک بھیج دیا کیونکہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ اگر چہ اب تو اجتماع کی اجازت مل گئی ہے لیکن ممکن ہے کسی وقت بھی ممنوع قرار دیں تو حضرت قاری صاحب کی شمولیت ہی کافی اور غنیمت ہے انشاء اللہ اس علاقے میں کسی قسم اجتماع کی اجازت نہیں، اب چونکہ لائکپور جانے کوئی گاڑی نہیں مل رہی اسلئے خالد محمود صاحب کی رفاقت میں خانیوال جاتے ہوئے انشاء اللہ رات کو لائکپور جا کر پھر لکھوں گا۔ یہاں کے ایک مولانا صاحب محمد امین چترالی سلام عرض کرتے ہیں۔ والسلام: سمیع الحق غفرلہ ۱۱ر اکتوبر ۵۸ء از ملتان

ملتان مولانا سمیع الحق کے ہاتھ شیخ الحدیث کا دعوتی گرامی نامہ

۲۵ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ: بگرامی خدمت مخدومی المحترم حضرت مولانا صاحب دامت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج اقدس۔ مخدوما! دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا سالانہ جلسۂ دستار بندی بتاریخ ۷۔۸ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق

۲۱-۲۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء بروز منگل و بدھ منعقد ہوگا بندہ وتمام اراکین دارالعلوم کی استدعا ہے کہ آنمحترم اپنی شمولیت سراپا یمن و برکت سے ہم ناچیز دلی حوصلہ افزائی فرما کر مسلمانانِ سرحد کو اپنی کلماتِ حکمت وموعظمت سے مستفید ومستفیض فرما دیں۔ امید ہے کہ حضرت والا اس عریضہ کو قبول فرما کر منظوری کی خوشخبری سے مطمئن ومسرور فرمائیں گے۔ خدا کرے کہ مزاجِ اقدس بخیریت ہو۔ برخوردارم سمیع الحق اسی غرض سے خدمت اقدس میں حاضر ہو رہا ہے امید ہے کہ خدام کی حوصلہ افزائی وسرپرستی فرمائیں گے آپ کی ضعف کا احساس ہے لیکن حضرت کی محض شمولیت ہی موجب برکت وسعادت ہے۔

والسلام: عبدالحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

امیر شریعت کا معذرت پر مبنی جوابی مکتوب

مکرمی ومحترمی ومخدومی وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ برکاتہٗ۔ آنحضرت کا گرامی نامہ پہلے بھی پہنچ چکا تھا میں اپنی بیماری اور پریشانی کی وجہ سے جواب سے قاصر رہا اب صاحبزادہ صاحب تشریف لے آئے مخلص نوازا میں اپنا مفصل حال لکھ نہیں سکتا بہت ہی ناتوان ہوگیا ہوں۔ فرض نماز بھی اکثر بیٹھ کر پڑھتا ہوں تقریر و وعظ تو ایک طرف مطلق سفر کے قابل بھی نہیں۔ بہت ہی معذور ہوگیا ہوں میری معذرت قبول فرمائیں۔ والعذر عند کرام الناس مقبول۔ والسلام: سید عطاء اللہ شاہ بخاری

فیصل آباد اور لاہور کے اسفار

پیر ۱۳ اکتوبر: صبح سویرے شاہین (ایکسپریس) کے ذریعہ ملتان سے روانگی کی ۲۔ بجے لائل پور (فیصل آباد) پہنچا مفتی سیاح الدین کے ہاں جامع مسجد میں ٹھہرا مولانا فتح الجمیل حقانی کی رفاقت میں شام تک لائل پور میں جلسہ دارالعلوم حقانیہ کی دعوت دینے کیلئے مولانا مفتی زین العابدین حاجی قائم الدین وغیرہ سے ملاقاتیں ہوئیں مفتی صاحب (سیاح الدین) کی رہنمائی وتعارف سے علوم وفنون کی بہترین کتابوں اور ادبی رسائل تک رسائی ہوئی اسی طرح مفتی صاحب کے عالمانہ وادیبانہ مجلس سے بھی محظوظ ہوا۔

ان سے کچھ کتابیں مطالعہ کیلئے عاریتاً لے لیں۔ رات کا قیام مدرسہ اشاعت العلوم میں رہا۔

منگل 14 اکتوبر: صبح ہی صبح بذریعہ بس لاہور روانہ ہوا 12 بجے لاہور پہنچا غلام حسین جوہر کی رفاقت میں مولانا ادریس کاندھلوی سے ملاقات کی انہوں نے شرکت کا وعدہ فرمایا پھر برادرم عبدالرحمٰن (اشرفی) کی رفاقت میں مولانا مفتی محمد حسن سے ملاقات ہوئی انہوں نے نصیحتیں اور دعوات وتلقین سے نوازا ''سیرت سید احمد شہید'' مولانا ابوالحسن علی ندوی بھی خریدا شام کو عزیز الرحمٰن حیدری سے ملا پھر عزیز الحق صاحب (خطیب شاہی مسجد) سے ملے۔

بدھ 15 اکتوبر: مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب سے دفتر جمعیت میں ملاقات کر کے دعوت دی پھر دفتر جماعت اسلامی کا معائنہ کیا پھر مکتبہ کتب نادرہ مسلم مسجد جا کر مصنف ابن ابی شیبہ اور الجامع الکبیر وغیرہ کتب کی خریداری کی۔ ظہر کے وقت مولانا حامد میاں سے ملاقات کی شام کو لاہور سے واپسی کے وقت رخصتی کیلئے

عزیز الرحمٰن حیدری اور نور الحق دامانی صاحب موجود تھے۔

حضرت قاری طیب صاحبؒ سے شیخ الحدیثؒ کی خط و کتابت دستار بندی دار العلوم حقانیہ کے حوالے سے ہوتی رہی اس سلسلے کے سال ۱۳۷۸ھ کے قاری صاحب کے جوابی مکتوبات یہاں پیش ہیں:

۱۵۔۳۔۷۸ھ **(حقانیہ تشریف آوری کا پروگرام)**

حضرت المحترم زید مجدکم۔ سلام مسنون نیاز مقرون! گرامی نامہ نے مشرف فرمایا، جناب کا اور مجلس شوریٰ کا شکر گذار ہوں کہ اس ناچیز کو یاد فرمایا ورنہ میں تو خود ہی خواہشمند تھا کہ اپنے بزرگوں اور دوستوں سے مل کر شرف حاصل کروں۔ گرامی نامہ آنے سے اس ارادہ میں مزید پختگی پیدا ہوگئی۔ میں آج ڈھاکہ جارہا ہوں، وہاں سے انشاء اللہ تین دن میں واپسی ہوگی۔ واپس ہو کر پروگرام بنانا ہے، واپسی کے بعد پہلا کام پروگرام بنا کر اطلاع دوں گا، واپسی کے بعد آٹھ دس دن کراچی میں قیام ہوگا اور راستہ میں ایک دو جگہ اترنا ہے۔ اس طرح اندازہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس دن میں جناب تک پہنچ سکوں گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تاخیر اتنی ہو کہ آپ ہی کی مقرر فرمودہ تاریخوں میں پہنچوں مگر یقین سے نہیں عرض کر سکتا۔ بہر حال حتمی بات ڈھاکہ سے واپس پہنچ کر عرض کروں گا۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔

والسلام محمد طیب از کراچی، سولجر بازار مرزا قلیچ بیگ روڈ امین منزل کراچی۔

---

۲۴ ستمبر ۱۹۵۸ء **(اکوڑہ خٹک کیلئے ویزے میں توسیع کا ارادہ)**

حضرت المحترم زید مجدکم۔ سلام مسنون! ایک عریضہ دیوبند سے بجواب گرامی نامہ پیش کر چکا ہوں، ملاحظہ سے گذرا ہوگا۔ کل ۲۳ ستمبر ۱۹۵۸ء کو الحمد للہ بعافیت کراچی پہنچا جلسہ کی تاریخ جناب نے کیا رکھی ہے بواپسی مطلع فرمادیں تاکہ اگر ممکن ہو اور ویزہ میں توسیع ہو جائے تو اکوڑہ خٹک کا پروگرام بنا سکوں یا ان تاریخوں میں پہنچنا ممکن نہ ہو اور کسی قبل و بعد کی تاریخ میں ممکن ہو تو آپ کی اجازت کے بعد حاضری کی اس میں سعی کروں گا۔ سب حضرات کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام محمد طیب از کراچی سولجر بازار مرزا قلیچ بیگ سٹریٹ امین منزل

---

۲۹ ستمبر ۱۹۵۸ء **(اکوڑہ حاضری دے کر دیوبند پہنچنے کا قصد)**

حضرت المحترم زید مجدکم۔ سلام مسنون نیاز مقرون! آج ایک گرامی نامہ دستی نظر سے گذرا، جس میں تذکرہ تھا کہ احقر کے نام کوئی رجسٹری آنمحترم نے روانہ کی ہے اور ابھی نہیں ملی، تاہم مضمون پر اطلاع ہوگئی۔ دار العلوم حقانیہ کا جلسہ یکم نومبر کو ہے، احقر کا قیام اتنا طویل نہیں ہے کہ یکم تک ٹھہروں اس لیے جیسا کہ جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ پھر کوئی درمیانی تاریخ جو احقر مناسب سمجھے اکوڑہ کے لیے رکھ لی جائے، اس لیے حسب تحریر جناب والا یہی قصد کر لیا گیا ہے کہ اکوڑہ حاضری دے کر دیوبند پہنچوں۔ آج ڈھاکہ جارہا ہوں، واپسی پر پروگرام بنا کر مطلع کروں گا اور تعیین تاریخ کی اطلاع دوں گا۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ دعا کا متدعی ہوں۔

والسلام محمد طیب از کراچی سولجر بازار مرزا قلیچ بیگ روڈ، امین منزل مکان سیٹھ عبد اللطیف باوانی

۱۹۵۸ء نحمدہٗ ونصلی[1] (جلسہ حقانیہ اور سفر اکوڑہ خٹک کے بارہ میں مفتی محمد نعیم لدھیانوی کو وضاحتی مکتوب)

حضرت المحترم المعظم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ! گرامی نامہ میں احقر کے سفر اکوڑہ خٹک کی تفصیلات دریافت فرمائی گئی ہیں۔ بجواب مکرمت نامہ عرض ہے کہ عرصہ سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہٗ مہتمم دارالعلوم حقانیہ یاد فرمارہے تھے کہ میں اکوڑہ کے اس دارالعلوم کے سالانہ جلسہ میں شرکت کروں، دیو بند بھی مولانا کے کئی والا نامہ پہنچے، بندہ نے بھی بشرط حاضری پاکستان وعدہ کر رکھا تھا کہ ضرور حاضری کی سعادت حاصل کروں گا۔ چنانچہ کراچی پہنچتے ہی احقر نے اطلاع دی، مگر دارالعلوم کا جلسہ یکم نومبر ۱۹۵۸ء کو طے شدہ تھا جس کا اخبارات میں اعلان بھی شائع ہو چکا تھا۔ ان تاریخوں میں میری شرکت کی کوئی صورت نہیں تھی کہ بجز اسکے میں ۲۱، اکتوبر کا دن وہاں گذار سکوں۔ حضرت مولانا نے بکمال عنایت جلسہ کی شائع شدہ تاریخوں کو منسوخ کر کے جلسہ کی تاریخیں ۲۱، ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء رکھیں اور دوبارہ اعلانات جاری کیے۔ چنانچہ احقر ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو شب میں اکوڑہ پہنچا، اسٹیشن پر دارالعلوم حقانیہ کے تمام اساتذہ اور طلبہ موجود تھے۔ انتہائی محبت و خلوص سے خیر مقدم فرمایا اور میں دارالعلوم کے نو تعمیر شدہ عمارت میں فروکش ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ جب دعوت نامہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی طرف سے پہنچا تھا تو قیام بھی دارالعلوم ہی میں ہوسکتا تھا کہیں اور ٹھہرانے کے کوئی معنی ہی نہ تھے۔ اکوڑہ کی حاضری کا مقصد بھی محض دارالعلوم ہی کے جلسہ کی شرکت تھی۔ تقریباً چوبیس گھنٹے قیام رہا اور یہ مدت دارالعلوم ہی میں گذری، ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو شب کے اجلاس میں حسب پروگرام شرکت ہوئی۔ اس نشست میں دارالعلوم کے تقریباً ۲۷ فارغ شدہ فضلاء کی دستار بندی ہوئی، وہ احقر کے ہاتھوں عمل میں آئی، دستار بندی کے بعد تقریباً تین گھنٹہ احقر کی تقریر ہوئی ، جسے دارالعلوم کے فضلاء نے قلمبند کیا۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے تقریر کا یہ مسودہ آدمی کے ہاتھ میرے پاس لاہور بھیجا ہے تاکہ احقر اس پر نظر ڈال کر اس میں ضروری ترمیم و اصلاح کر لے، دارالعلوم اس کے شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ بہرحال اکوڑہ کی حاضری صرف دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ کے لیے ہوئی، اس کی دعوت پر ہوئی اور اس میں چوبیس گھنٹہ قیام رہا اور اس کے پروگراموں میں پورا وقت صرف ہوا۔ اس دوران میں مولانا (بادشاہ گلؒ) نے جامعہ میں حاضری کیلئے کئی بار فرمایا، مگر وقت نہیں تھا اس لیے معذرت کرتا رہا، لیکن پیہم اصرار پر اتنا عرض کر سکا کہ واپسی میں روانگی کے وقت اسٹیشن جاتے ہوئے پانچ منٹ کیلئے جامعہ کی عمارت میں اتر کر دعا میں شرکت کروں گا۔ چنانچہ حسب وعدہ چونکہ واپسی کے وقت اسٹیشن کے راستہ میں جامعہ کی عمارت پڑتی تھی، احقر اُترا جامعہ کے حضرات اساتذہ و طلبہ نے خیر مقدم فرمایا اور سپاسنامہ بھی پیش فرمایا، جس کے جواب میں پانچ چھ منٹ میں احقر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے نصیحت کے طور پر چند کلمات بھی عرض کیے اور اُسی وقت اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ جہاں دارالعلوم کے ذمہ دار اکابر پہلے سے موجود تھے۔ اس طرح یہ سفر پورا ہوا۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ والسلام

(احقر کے نام مفتی محمد نعیم کا مکتوب)

---

[1] یہ خط مشہور عالمِ دین اور مجاہد جنگِ آزادی مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی مرحوم کے نام لکھا گیا ہے۔ پچھلے خط میں حضرت کی آمد دارالعلوم حقانیہ کا ذکر آیا ہے۔ ان کے واپس جانے پر ایک مقامی مدرسہ نے حسب معمول قاری صاحب مدظلہٗ کے سفر کی رپورٹنگ ایسے انداز میں کی کہ سب کچھ اپنے کھاتہ میں بلاوجہ ڈالنے کی سعی کی گئی تھی۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی ===

قاری محمد طیب اور دیگر علماء کرام کی آمد اور استقبال:

پیر 20 اکتوبر: حضرت قاری طیب صاحب قاسمی عشاء کو سندھ ایکسپریس اکوڑہ پہنچے بندہ کو بھی انکی رفاقت کیمبل پور (اٹک) سے حاصل ہوئی اسی ٹرین سے مولانا عبداللہ درخواستی صاحب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مولانا عبدالحنان وغیرہ کی آمد بھی ہوئیں اسٹیشن سے دارالعلوم تک علماء کرام کا پر تپاک خیر مقدم کیا گیا عشاء کی نماز قاری صاحب کی اقتداء میں پڑھی گی رات آپ نے دارالشوریٰ میں بسر کی۔

1958ء ۱۳۷۸ھ کی جلسہ دستار بندی کی مختصر روئیداد:

منگل 21 اکتوبر: سالانہ جلسہ دستار بندی کی پہلی نشست کا آغاز حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی کی صدارت میں ہوا ملک بھر کے اکابر علماء اور زعماء کی کثیر تعداد نے جلسہ میں شرکت فرمائی اس نشست میں مولانا ادریس کاندھلوی صاحب نے فضیلت و اہمیت علم کے موضوع پر سیر حاصل تقریر کی جبکہ دوسری نشست مجلس مشاعرے کے لئے مختص تھی عصر کے بعد حضرت قاری صاحب کے دست اقدس اور دیگر علماء کے ہاتھوں مسجد (دارالعلوم حقانیہ) کی بنیاد رکھی گئی پھر قاری صاحب نے والد ماجد کی معیت میں پورے دارالعلوم کا تفصیلی معائنہ کیا نماز عشاء کے بعد اس عظیم الشان جلسہ کی اہم ترین نشست کا آغاز ہوا۔ بندہ نے استقبالیہ پیش کیا۔ قاری صاحب نے ساڑھے تین گھنٹوں پر مبنی تقریر فرمائی' ان سے قبل مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا شمس الحق افغانی' مولانا

=== مرحوم بھی جلسہ دستار بندی میں حسب معمول شریک تھے۔ انہوں نے اخبارات میں یہ غلط رپوٹنگ پڑھی اور قلبی تعلق و محبت کی بناء پر اس کی وضاحت حضرت قاری صاحب مدظلہ ہی سے کرائی۔ یہ خط "ترجمانِ اسلام" میں بھی شائع کرایا اور پھر اصل خط کو اپنے مکتوب ذیل کے ساتھ ناچیز کے نام ارسال فرمایا (س)

برخوردار طولعمرہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! امید ہے ہر طرح خیریت سے ہوں گے، روانگی کے وقت اسٹیشن پر جو وعدہ کیا تھا یاد ہوگا لیکن ایفاء کی توفیق نہ ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ والوں کا کارنامہ نظر سے گذرا، دارالعلوم اسلامیہ لاہور کی خصوصی دعوت پر جانا ہوا تو "ترجمانِ اسلام" کا وہ پرچہ ساتھ لیتا گیا۔ قاری طیب صاحب دام لطفہٗ کو دکھلایا تو حیران ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا تدارک ضروری ہے، فرمایا کہ کیا صورت ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں چند سوالات لکھتا ہوں آپ اس کا جواب تحریر فرمادیں تو کسی اخبار کو روانہ کر دیا جائے گا۔ آپ نے اس کو پسند فرمایا چنانچہ آپ نے جواب مرحمت فرمادیا جو سوال و جواب کی شکل میں "ترجمانِ اسلام" میں مطیع الحق کے فرضی نام سے شائع کرا دیا گیا ہے، اصلی جواب میرے نام مرحمت فرمایا ہے جو کہ بغرض ثبوت آپ کو روانہ کر رہا ہوں، اپنے والد ماجد مدظلہٗ کی خدمت میں پیش کریں اور میرا اسلام بھی عرض کر دیں اور دُعا کی درخواست بھی پیش کریں۔ اور اپنی خیریت اور دیگر ضروری حالات سے مطلع فرماتے رہیں، آپ کو لکھنے کی عادت ہو جائے گی۔ اس جواب پر جامعہ اسلامیہ والوں کے تاثرات بھی ضرور تحریر فرمادیں، فرضی نہ ہوں واقعی ہوں، آپ کے نہ ہوں بلکہ ان کے ہوں۔ واثقین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

بندہ محمد نعیم عفی عنہ خطیب جامع مسجد منڈی بہاؤالدین (۱۵ نومبر ۱۹۵۸ء)

درخواستی' مولانا زین العابدین' مولانا محمد علی جالندھری اور مفتی محمد نعیم نے بھی تقاریر کیں۔ بلا مبالغہ ہزاروں افراد کا مجمع تھا' بندہ کا قیام رات کو قاری صاحب کے ساتھ رہا۔ صبح کی نماز آپ کے ساتھ کمرے میں پڑھی۔ پھر قاری صاحب کو اعظم خان صاحب کے مکان پر لے جایا گیا جہاں انہوں دعوت چائے میں شرکت کی۔ پھر آپ کی سندھ ایکسپریس سے واپسی ہوئی' عشاء کو مولانا جالندھری اور مفتی نعیم کو رخصت کیا اسطرح اس شاندار تاریخی جلسہ کا بخیر وعافیت اختتام ہوا۔

قاری طیب صاحب کی تقریر قلمبند کر کے چھپوانا: دارالعلوم حقانیہ کے تاریخی اجلاس دستار بندی مورخہ ۷۔۸ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰۔۲۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں حضرت حکیم الاسلام نے رات کی نشست میں علم کی فضیلت اور انسانیت کے امتیاز اور شرافت کے موضوع پر ایک نہایت ہی عالمانہ تقریر فرمائی، جسے مولانا شیر علی شاہ نے حتی الوسع قلمبند کرنے کی سعی کی ، پھر حضرت مدظلہ کی خدمت میں نظر ثانی کیلئے بھیجی گئی، حضرت نے باوجود گوناگوں مصروفیات کے نظر ثانی ہی نہیں بلکہ اپنے الفاظ میں گویا سارا مسودہ از سر نو خود ہی لکھ دیا اور اسکا عنوان " انسانی فضیلت کا راز"۔ تجویز فرمایا جسے احقر نے عنوانات وغیرہ دے کر ۱۰۴ صفحات میں اسی نام سے شائع کیا۔ بعد میں لاہور کے ایک مکتبہ نے بھی نام، تعارف وغیرہ سب حذف وتبدیل کر کے اسے " انسانیت کی امتیاز" کے نام سے شائع کیا۔ (سمیع الحق) اس سے متعلقہ خطوط بھی پیش ہیں۔

۳۱ شوال ۱۳۷۸ھ (انسانی فضیلت کا راز ○ حقانیہ میں کی گئی تقریر کا مسودہ)

نحمدہٗ ونصلی حضرت المخدوم المحترم زید مجدکم السامی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مکرمت نامہ مع عباء سالم [1] ومسودہٗ تقریر [2] شرف صدور لایا، ہدیۂ مؤقرہ کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں۔ وہاں [3] کے قیام میں سیری نہیں ہوئی۔ آپ کو حق تعالیٰ سے جن امور خیر کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے، حق تعالیٰ برکت دے اور دارالعلوم حقانیہ کو روز بروز ترقیات عطا فرمائے۔ مسودۂ تقریر پہنچ گیا ہے۔ اس قیام کے دوران میں بہت ہی مشکل معلوم ہو رہا ہے کہ میں اس مسودہ کو دیکھ سکوں، ہر وقت لوگ گھیرے رہتے ہیں، یا پھر جلسے اور مجامع ہیں۔ تاہم سعی کروں گا کہ اس قیام کے دوران اس مسودہ کو دیکھ سکوں۔ اگر دیکھ پایا تو بذریعہ ڈاک رجسٹری کر دوں گا۔ صاحبزادہ [4] صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔ چوغہ [5] کا بہت بہت شکریہ عرض ہے۔ دعا کا متدعی ہوں۔ والسلام : محمد طیب

---

۱ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی حضرت قاری صاحب مدظلہ کے فرزند اکبر حال مدرس دارالعلوم دیوبند۔ (سمیع الحق)

۲ دارالعلوم حقانیہ کے تاریخی اجلاس دستار بندی مورخہ ۷۔۸ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰۔۲۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں حضرت حکیم الاسلام نے رات کی نشست میں علم کی فضیلت اور انسانیت کے امتیاز اور شرافت کے موضوع پر ایک نہایت ہی عالمانہ تقریر فرمائی، جسے مولانا شیر علی شاہ نے حتی الوسع قلمبند کرنے کی سعی کی، پھر حضرت مدظلہ کی خدمت میں نظر ثانی کیلئے بھیجی گئی، حضرت نے باوجود گوناگوں مصروفیات کے نظر ثانی ہی نہیں بلکہ اپنے الفاظ میں گویا سارا مسودہ از سر نو خود ہی لکھ دیا اور اس کا عنوان " انسانی فضیلت کا راز"۔ تجویز فرمایا جسے احقر نے عنوانات وغیرہ دے کر ۱۰۴ صفحات میں اسی نام سے شائع کیا۔ بعد میں لاہور کے ایک مکتبہ نے بھی نام، تعارف وغیرہ سب حذف وتبدیل کر کے اسے " انسانیت کی امتیاز" کے نام سے شائع کیا۔ (س) ۳ اکوڑہ خٹک میں (س) ۴ احقر راقم الحروف۔ (س) ۵ مولانا محمد سالم صاحب کیلئے۔ (س)

۱۶ ذی یقعدہ ۱۳۷۸ھ **(مسودہ کی از سر نو تبییض)**

حضرۃ المحترم زید مجدکم العامی سلام مسنون نیاز مقرون! تقریر کا مسودہ نظر ثانی کرنے کے بعد ارسال ہے۔ کاتب نے نہایت ہی ظلم کیا کہ چھوٹے چھوٹے اوراق پر مسودہ لکھا، نہ حاشیہ چھوڑا نہ صفحہ بڑا رکھا، اس لیے مجھے حذف و ازدیاد میں سخت دشواری پیش آئی۔ پھر میری تعبیر پوری طرح ادا نہیں کی، اس لیے گویا مجھے سارا مسودہ از سر نو خود ہی لکھنا پڑا۔ تاہم باوجود غیر معمولی مصروفیت کے رات دن لگ کر اسے مرتب کیا۔ کئی راتیں ایک ایک بجے اور دو دو بجے تک جاگ کر مسودہ میں ترمیمات کیں کیونکہ دن میں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا رات ہی کو کچھ وقت ملتا تھا۔ اب آپ اسے نہایت احتیاط سے صاف کرائیں، سمجھدار قسم کا کاتب ہوگا تو لکھ سکے گا۔ اور پھر مقابلہ کرایا جائے، تب کاتب کاپی نویس کے حوالہ کی جائے۔ نام اسکا انسانی "فضیلت کا راز" مناسب ہوگا یا جو آپ حضرات مناسب سمجھیں۔ ریل پر جانے میں صرف ۲ گھنٹہ باقی ہیں اس لیے بعجلت عریضہ لکھ کر مع مسودہ کے رجسٹری ارسال ہے، سب سے سلام، امید ہے دیوبند مطلع فرمادیں۔ والسلام محمد طیب ۱۶-۱۱-۵۸ء

حضرت قاری طیب صاحبؒ کی حقانیہ کے بارے میں تحریری رائے اور تاثرات:

۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

محمدہ و نصلی: آج بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ احقر حسب دعوت حضرت مولانا عبدالحق صاحب بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضر ہوا اور دارالعلوم ہی میں قیام کیا۔ آٹھ سال کے بعد اس سرچشمہ علم میں حاضری کا یہ دوسرا موقعہ ہے۔ ۱۹۵۰ء میں احقر اس وقت حاضر ہوا تھا جبکہ اس مدرسہ کیلئے نہ کوئی مستقل جگہ تھی نہ مکان۔ ایک مسجد میں غریبانہ انداز سے اساتذہ و تلامذہ نے کار تعلیم شروع کر دیا تھا لیکن آٹھ سال کے بعد آج

دارالعلوم کو اس شان سے دیکھا کہ اس کے پاس شاندار عمارت بھی ہے، وسیع میدان بھی ہاتھ میں ہے، اس کے وسیع نظم و نسق کے لیے مختلف انتظامی شعبہ جات بھی ہیں، شعبہ تعمیر مستقل حیثیت میں اپنا کام بھی کر رہا ہے اور تعمیرات بھی روز افزوں ترقی پر ہیں، طلبہ کی کثرت ہے، اساتذہ ماہرین فنون کافی تعداد میں جمع ہیں، ۲۶ طلبہ فارغ التحصیل کی دستار بندی بھی ہوئی جن میں مختلف پاکستانی علاقوں کے علاوہ کابل و قندھار کے طلبہ بھی ہیں ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد بھی رکھی جا رہی ہے۔ خلق اللہ کا رجوع ہے۔ اعتماد ہے اور وہ پورے بھروسہ کے ساتھ۔ پروانہ وار اس شمع علم کے ارد گرد فدائیت و عقیدت کے ساتھ ہجوم کر کر کے آرہے ہیں، حتیٰ کہ مدرسہ کے جلسے نے ایک "عظیم الشان علمی جشن" کی صورت اختیار کر لی ہے اور بلا تامل کہا جا سکتا ہے کہ آج اسے صوبہ سرحد کی سب سے بڑی اور مرکزی درسگاہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ سات سال کی مختصر مدت میں یہ ظاہری و باطنی ترقیات بجز اس کے کہ کارکنوں کے اخلاص و للہیت کا ثمرہ کہا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ ان مخلصین میں راس المخلصین حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑوی ہیں جن کے ایثار و اخلاص کو میں اُس وقت سے جانتا ہوں جب سے کہ وہ دارالعلوم دیوبند کے ایک طالب علم اور اس کے بعد کافی عرصہ تک دارالعلوم دیوبند کے ایک ماہر فن اُستاد کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند میں مقیم تھے۔ تقسیم ملک کے بعد بہ مجبوری اکوڑہ میں مقیم ہوئے اور دارالعلوم دیوبند آج تک ان کی جدائی پر نالاں ہے۔ ان کی سادہ، بے لوث اور مخلصانہ طبیعت اور خدمت نے ہی اس سات سال کی قلیل مدت میں اس مکتب کو مدرسہ اور مدرسہ سے دارالعلوم بنا دیا ہے۔ اس دارالعلوم کے احاطہ میں پہنچ کر احاطہ دارالعلوم دیوبند کا شبہ ہونے لگتا ہے اور بالآخر یہ شبہ یقین سے بدل جاتا ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ حقیقتاً اس نے اپنی صورت و سیرت میں دارالعلوم دیوبند کی صورت و سیرت کو سمو لیا ہے اور وہ دارالعلوم

دیو بندہی بن گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سرچشمہ فیض اور اسکے بانی کو اپنے فضل و کرم کے سایہ میں تادیر قائم رکھے اور مسلمانان پاکستان کے لیے یہ مدرسہ نور ہدایت اور مینارۂ روشنی ثابت ہو۔ ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند حال نزیل: اکوڑہ خٹک

شیخ الحدیثؒ کے دادھیال کی تفصیل:

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے اجداد پانچویں صدی ہجری میں افغانستان سے سلطان محمود غزنوی کے ہمرکابی میں جہاد کی غرض سے برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے۔ اِس سے قبل غزنی میں غوڑہ مرغئی نامی علاقے میں سکونت پذیر تھے۔ غالباً جدالجد (دادا مرحوم کے دادا) ملا عبدالحمید' علاقہ خٹک کرک میں سوترہ کے مقام پر قیام پذیر رہے۔قومیت اخونخیل ہے اور اس کے بارے میں پشتو تواریخ میں نقل ہے کہ قوم اخونخیل قدیم ترین افغان علمائے کرام قبیلوں کی قومیت اور شاخ چلی آرہی ہے' یہ لقب وسط ایشیاء' ایران اور مغربی ترکستان میں دینی پیشواؤں' مفتیوں اور بلند پایہ علماء کیلئے استعمال ہوتا آرہا ہے۔ جیسے حضرت اخون سالاکؒ یوسفزئی' حضرت اخون درویزہؒ حضرت اخون پنجو باباؒ اور حضرت اخون علامہ عبدالغفور سوات باباجی صاحبؒ حضرت اخ الدین سلجوقی المعروف اخون الدین بابا مرقد بمقام اکوڑہ خٹک وغیرہ وغیرہ۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے آباؤ اجداد نسل در نسل علمائے حق گذرے ہیں۔ جدامجد الحاج معروف گل کی والدہ صاحبہ کا نام بی بی برکت ہے جو قدیر گل مرحوم سکنہ ڈنگر زئی (آدم زئی) کی ہمشیرہ تھی جدامجد کی پہلی بیوی سے دولڑکیاں تھیں (۱) والدہ غنی گل (۲) جنت بی بیؒ

والد ماجدؒ کے ننھیال کے بارے میں کچھ تفصیلات:

27 دسمبر: میری دادی مرحومہ کے چھوٹے بھائی مولوی امیر اللہ صاحب' جہانگیر آباد مردان یعنی حضرت شیخ الحدیثؒ کے ماموں نے اپنے خاندان کے بارے میں مجھے جو تفصیلات بتائیں اُس کا حاصل یہ ہے۔ ہمارے والد (شیخ الحدیثؒ کے نانا) کا نام شریف اللہ قوم کرک خیل یوسفزئی افغان تھے۔مختلف مقامات پر علمِ دین حاصل کیا مگر زیادہ تعلیم لوندخوڑ مردان میں اپنے خسر مولانا قاسم خان مرحوم سے حاصل کی' جو مولوی سید الرحمٰن' مولانا عبدالجمیل (خادم خاص مولانا حسین احمد مدنیؒ) اور مولوی عبدالجلیل کے دادا تھے۔ (مولانا سید الرحمٰن' مولوی فضل سبحان' فاضل حقانیہ اور مولانا عزیز الرحمٰن لوندخوڑ کے والد تھے اور حاجی معروف گل کے ہم زلف تھے) مولانا محمد قاسم مرحوم کا تعلق پکھلئی ہزارہ کے خوانین سے تھا۔ ان کے والد صاحب یعنی دادی مرحومہ کے پرنانا پکھلئی سے لوندخوڑ آئے تھے' جائیداد اور خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے ترک وطن کیا یا شاید کوئی اور وجہ تھی۔ وہاں ہزارہ میں اُن کی کافی جائیداد تھی۔ اور قاسم خان یہاں سے جا جا کر وہ فروخت کرتے تھے اور اسی سے گذر اوقات کرتے تھے۔ مولانا قاسم خان کے دو

بیٹے تھے' مولانا فضل الرحمٰن جو مولانا سید الرحمٰن کے والد تھے۔اور مولانا فضل الرحیم جو مولانا عبدالجمیل کے والد تھے۔مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا فضل الرحیم دونوں بڑے اچھے عالم اور حافظ بھی تھے' اور مختلف علاقوں میں کتابیں پڑھ چکے تھے۔شریف اللہ کے والد یعنی شیخ الحدیثؒ کے پرنانا کا نام ظریف خان تھا۔ جو طورو مایار منی خیل گاؤں سے عربی بانڈہ تخت بھائی آئے تھے' اِس علاقے کو لوگ باڈا یوسف زئی کہتے تھے' وہاں بھی رہٹ اور زمینیں تھیں۔ اور جائیداد ایک قومی مقابلے میں ایک ہندوستانی نوارد جو غالباً سکھوں کے مقابلے میں آیا تھا' کو دے دیا۔ بھائیوں سے جھگڑا کر کے ناراض ہوئے اور وہاں سے اخوند پنجو بابا (اکبر پورہ) گئے۔ وہاں سے اُن کی اولاد میانگان سے کسی سے شادی کرادی' کچھ عرصہ بعد اپنے علاقے کے قریب ہوئے' ان کے خیال سے وہ عربی بانڈہ چلے آئے۔ یہ مولوی نہیں تھے اور کافی جائیداد بنائی۔اِسی طرح کافی جائیداد میاں گان کو ہبہٗ دے دی کہ طبیعت ایسی پائی تھی۔

دادی کا نام ریحانہ بی بی تھا۔۱۴ سال کی عمر میں ان کی شادی ہوئی۔2 یا ڈھائی سال بعد والد ماجد کی پیدائش ہوئی۔دادی کی والدہ بھی صائم الدہر تھیں۔ رجب' شعبان اور رمضان تینوں مہینے بالالتزام اور جمعرات جمعہ کے روزے رکھتی تھیں۔ دن رات ذکر واذکار میں گذرتے تھے۔ ذکر کرتے ہوئے روح پرواز کرگئی تھی۔ اکوڑہ خٹک میں حاجی معروف گل صاحب سے شادی کی صورت ایسی پیدا ہوئی کہ شریف اللہ خان کے دو سگے بھانجے میر افضل اور سید افضل اکوڑہ آتے جاتے رہتے تھے۔اور تمہارے پردادا میر آفتاب کے مقتدی تھے ان کے ذریعے سے تعارف ہوا' تمہارے دادا مرحوم کی یہ دوسری شادی تھی۔تمہارے والد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی ولادت محلہ باغبانان کے قدیم مکان میں ہوئی۔ جہاں اب ان کے چچازاد رہتے ہیں۔یہ مکان مشہور بزرگ حاجی سید مہربان علی شاہ کے گھر کے ساتھ متصل ہے' دیواریں ملی ہوئی ہیں۔مولانا امیر اللہ صاحب نے مزید فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث میرے ہم عمر ہیں۔ان کے ساتھ میں طلب علم کے لئے عمر زئی گیا اور وہاں وہ ایک مولوی صاحب سے منطق پڑھتے تھے اور رہائش مسجد زرین خان میں تھی۔ ان کی قابلیت کی وجہ سے اُن کی بڑی عزت تھی۔ کافیہ گوجر گڑھی میں پڑھا۔اُن کے والد مرحوم انہیں کسی حالت میں گھر نہیں آنے دیتے تاکہ طلب علم سے ایک منٹ بھی فرصت نہ ہو۔ اس خاندان کی جتنی معلومات ہوسکیں وہ بہ شکل شجرہ یہ ہیں۔ایک شجرہ دادھیال اکوڑہ خٹک کا ہے جبکہ دوسرا ننھیال مردان کا ہے۔(اضافہ جات از مرتب)

سال کو الوداع: 31دسمبر: الوداع اے سال 1958ء

اے برق تو ذرا بھی تڑپی ٹھہر گی یاں عمر کٹ چکی ہے اسی اضطراب میں

ع حسب حالے نہ نوشتیم وشد ایامے چند

شیخ الحدیثؒ کا دادھیالی شجرہ نسب

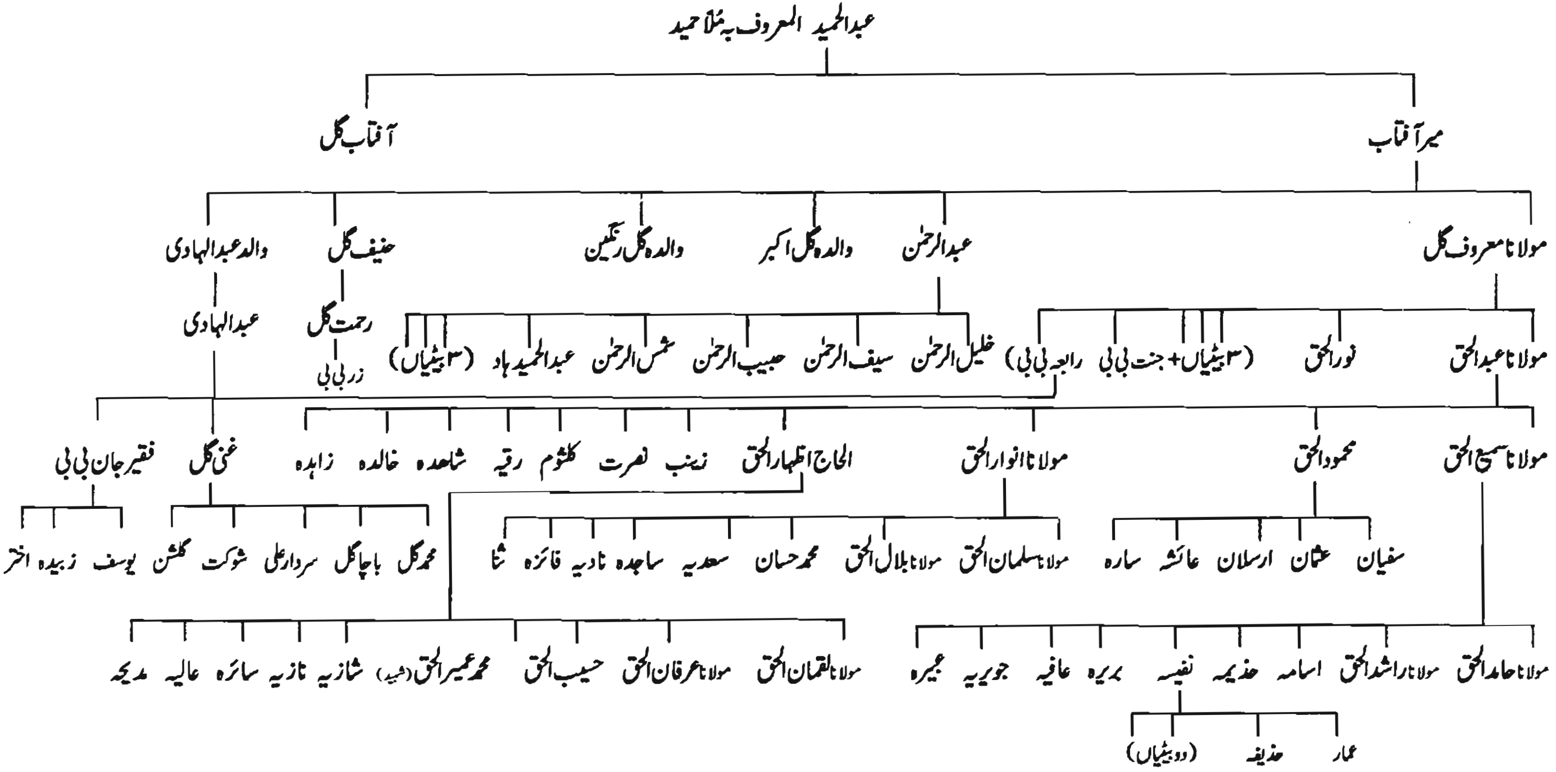

شیخ الحدیثؒ کا ننھیالی شجرہ نسب